بادشاہی مہمان کی آمد

ہم اہل اسلام اپنی خوبیٔ قسمت پر نازاں ہیں۔ ذرا دیکھیے، سمجھیے، اللہ عزوجل نے مسلمانانِ عالم کو اس لائق سمجھا، اس قابل جانا اور اس شرف کے اہل پایا کہ اپنے مہمان، ماہ رمضان المبارک کو ان کے گھروں میں قیام کرنے کیلئے بھیجا۔ ہم نہیں جانتے کہ عنداللہ خانہ مسلم کی کیا قدر و قیمت ہے۔ اس نے اپنا مہمان ہمارے صحنِ خانہ میں بھیج کر، بیوتِ اسلام کی عظمت و تقدس کا اظہار کر دیا ہے۔ ہم اس انعام پر سر بسجود ہیں اور اس اکرام پر مفاخر ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اس عظیم القدر مہمان یعنی ماہ صیام کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ یہ مہمان شاہی ہلال رمضان کے طلوع کے ساتھ کاخِ بادشاہی سے لے کر کلبۂ بے نوا تک ہر جگہ بیک وقت فروکش ہوا ہے، ہوسکتا ہے کہ کاخ و ایوانِ سلطانی کے رہنے والے اس ماہِ مبارک کی برکات و انعامات سے محروم رہیں مگر شکستہ گھروں کے مکین، ان سے نہال و خوش حال ہو جائیں۔ تاہم ہم تمام مسلمانانِ عالم کے حق میں دعا کرتے ہیں کہ وہ اس ماہ مبارک کی جملہ سعادتوں اور برکتوں سے فیض یاب ہوں۔

ماہ صیام، ماہِ قرآن کریم بھی ہے ہم اسے گلشنِ اسلام کی بہار بھی کہتے ہیں۔ فصلِ گل و ریحان کا شباب بھی کہتے ہیں۔ گل ہائے رنگا رنگ تو کشتِ اسلام میں دائم بہار آفرینی کرتے ہی رہتے ہیں ارضِ اسلام سے سارا سال ہی اعمالِ صالحہ کے گلزار پر بہار رہتے ہیں لیکن ماہِ رمضان المبارک میں فطرتِ مسلم میں ودیعت کی گئی محبتِ نیک اعمال، اچانک جوش مار کر میدانِ عمل میں زینت آراء ہو جاتی ہے۔ بندے ایک نئے جوش، نئے ولولہ اور نئے عزم کے ساتھ دربارِ الٰہیہ میں آ کھڑے ہوتے ہیں۔ الحمدللہ۔ ہم اس عظیم نعمت سے اپنی اپنی جھولیاں بھرنے کو تیار بیٹھے ہیں۔ یہ رمضان شریف کا معجزہ ہے۔ یہ اس کی برکت ہے۔ یہ اس کی عظمت ہے ہم یہ دعا کرتے ہیں کہ سال بھر اللہ کریم سے دور رہنے والے بندے، اب جو عہد نو باندھ کر، داخل مسجد ہوتے ہیں تو ان کا یہ عہد پختہ ثابت ہو۔ ہم انہیں بشارت دیتے ہیں کہ اگر انہوں نے اخلاص اور احتساب کے ساتھ روزے رکھے تو گناہِ شرک و بدعت کے سوا ان کے سارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور ان کو دوزخ سے رہائی کا پروانہ مل جائے گا۔

یہ یاددہانی بھی ضروری ہے کہ شرک وبدعت کے ساتھ، روزہ، نماز، جہاد، صدقہ وخیرات سب اعمال وحسنات باطل اور رائیگاں ہیں۔ اس لئے ہماری دردمندانہ التجا ہے کہ اس تجدید عہد میں شرک وبدعت سے اجتناب کا عزم بھی شامل کریں۔ تاکہ رمضان شریف کی کمائی اکارت نہ جائے۔ عقیدہ توحیدورسالت اسلام کی بنیاد ہے۔ اگراس میں رائی کے دانے کے برابر بھی شرک وبدعت ہوا تو یہ بنیاد گر جاتی ہے۔ اسلام کا سسٹم توحیدوسنت پر قائم ہے۔

ماہِ مبارک، اللہ تعالیٰ کے بے شمار انعامات وعطایا کے ساتھ آتا ہے۔ اولیں انعام یہ ہے کہ اس کے دوران نفل کا ثواب، فرض کے برابر اور فرض کا ثواب، ستر گناہ بڑھ جاتا ہے۔ یوں لگتا ہے کہ مالک ارض وسما، اپنے خزائن کے دروازے کھول کر اعلان فرمارہے ہیں کہ ''میرے بندو! آؤ اور ہمارے خزائن لوٹ کر لے جاؤ۔'' دوسرا بڑا انعام لیلۃ القدر ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس ایک رات کی عبادت، ہزار مہینوں کی راتوں سے فزوں تر ہے۔ اب سوچیئے اس سے آگے کونسا انعام ہوگا۔ تیسرا انعام ہے رمضان کا عشرہ سوم اعتکاف کا ہے جس میں بندہ، دنیا کے علائق توڑ کر، مسجد میں الگ ہوکر یادالٰہیہ میں مگن رہتا ہے۔ تمام بندھن توڑ کر گوشہ مسجد میں محدود معتکف ہو رہتا ہے۔ فکرو ذکر کی محویت اسے اس کے رب کی ذات کا قرب عطا کرتی ہے۔ یہ خلوت کا چلّہ ہے جو اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند ہے کہ ہلال شوال کی رویت پر جب ماہِ مبارک ہم سے رخصت ہوتا ہے اور صبح عید کو ہم نماز عید کی ادائیگی کیلئے جاتے تکبیرات کے نعرے بلند کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو دکھاتا ہے کہ اس کے بندے کس ذوق شوق سے اس کی تحمید وتقدیس کے شیریں نغمے الاپ رہے ہیں۔

ہماری عید وہی ہے اس کا انداز بھی وہی جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی ازواج مطہرات اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ہوتا تھا۔ مگر ہمیں افسوس ہے کہ رمضان کے سارے تقاضے ایمان واخلاص کے ساتھ پورا کر چکنے کے بعد، بعض بدنصیب مرد، اور ماڈرن خواتین چاندرات کی مروجہ بے حیائی کی نذر کر دیتی اور بڑی محنت سے کمائی ہوئی اعمالِ صالحہ کی دولت، شیطان پر لٹا دیتی ہیں۔ اور نویدِ معرفت کا پروانہ خود اپنے ہاتھوں سے پرزہ پرزہ کر دیتی ہیں۔ کہیں عشرت کدے سجائے جاتے کہیں جام ومینا کے میلے لگائے جاتے ہیں اور مہینہ بھر کا حاصل آنِ واحد میں برباد کر دیا جاتا ہے۔ ہمیں اپنے مسلمان بھائیوں سے امید ہے کہ وہ ہرگز ہرگز شیطان کے چکر میں پھنس نہ جائیں گے اور اپنی نیکی، پرہیزگاری اور بےنفسی کی شفاف چادروں کو چاندرات کی مبینہ غلاظتوں سے داغ دار نہ کریں گے۔

روزہ دار سے اللہ تعالیٰ کی محبت کا اندازہ اس سے لگالیں کہ اسے روزہ دار کے منہ کی بو بھی پسند ہے۔ حالانکہ اس کے دربار تقدیس میں، بو کا دخل سخت ناگوار ہے۔ رمضان شریف کو ایک سالانہ ریفریشر کورس سمجھنا چاہیے جس کے دوران دل ونگاہ کی مسلمانی کا سبق از سرنو پڑھا جاتا ہے۔ مسلمانوں کو کارزار حیات کے شدائد برداشت کرنے اور صبر واستقامت سے میدان جہاد میں اترنے کے قابل بنایا جاتا ہے۔ یہ روح کی بالیدگی کا ایک نہایت ہی مؤثر طریقہ ہے، روزہ بھوک پیاس کے ذریعے نفس انسانی کو کچلتا نہیں بلکہ نفس امارہ پر اسے قدرت دلاتا ہے۔ یہ فاقہ کشی یا برت نہیں، یہ راشن بچانے کا ذریعہ نہیں، جیسا کہ بعض کم عقل لوگ کہتے ہیں کہ ابتدائے اسلام میں مسلمانوں پر فقروفاقہ کا غلبہ تھا۔ اس لئے روزہ فرض ہوا کہ آٹے کی بچت ہو۔ یہ فکر بڑی ہی ناقص ہے۔

روزہ امتِ محمدیہ ؐ کے غرباء پر ہی فرض نہیں ہوا تھا بلکہ ﴿ **كما كتب على الذين من قبلكم** ﴾ کی تمثیل ودلیل پر فرض ہوا۔ ہم صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ عہد سابق میں داؤد اور سلیمان علیہما السلام جیسے بادشاہوں پر بھی روزہ فرض تھا اور پھر ساری امتِ محمدیہ ؐ راشن کی قلت کا شکار نہ تھی۔ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور بلال حبشی رضی اللہ عنہ ایک طرف تھے تو دوسری طرف عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی تھے اور روزہ سب پر فرض تھا۔ اگر کوئی غرض صوم کو سمجھنا ہی چاہے تو ''فرضیت کے حکم کے ساتھ ﴿ **لعلكم تتقون** ﴾ بھی پڑھ لے۔

ہاں تو ہم عرض کررہے تھے کہ روزہ، روح کی غذا ہے۔ اس سے روح کو توانائی ملتی ہے روح کو جِلا ملتی ہے۔ اس کا تزکیہ ہوتا ہے۔ مادی غلاظتوں اور نفساتی کثافتوں سے نجات ملتی ہے۔ روح کا کوئی جوف نہیں ہے۔ یہ امر ربی ہے۔ غذا، صرف ایک تمثیل ہے ہمیں نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جہلا چھوڑ، بعض علماء سوء بھی موسیقی کو روح کی غذا کہتے ہیں۔ موسیقی شیطان کی ایجاد ہے۔ اسی لئے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آلاتِ موسیقی، طبلہ سارنگی، بینڈ باجہ کو توڑنا اپنے مقاصدِ بعثت میں سے فرمایا۔ یہ روح کے محافظ اور اس کی غذا کے مقرر کرنے والے کون ہیں؟ کوئی ملکہ ترنم، کوئی ملکہ موسیقی، کوئی شہنشاہِ غزل، کوئی طبلہ نواز اور کوئی ٹھمری باز!

ماہِ صیام کو ماہِ قرآن بھی کہا جاتا ہے۔ قرأت قرآن کی سماعت اور تلاوتِ قرآن، رمضان شریف کا سب سے بڑا عمل ہے اور یہی روح کی غذا ہے۔ رمضان شریف تزکیہ نفس کیلئے ہے۔ خلوتِ اعتکاف اپنے رب تعالیٰ سے لَو لگانے کا ذریعہ ہے۔ روزہ، صائم اور اس کے خالق، مالک اور معبود کے درمیان راز ہے۔ یہ عبدِ مسلم کیلئے کتنا بڑا اعزاز ہے کہ وہ غلام ومملوک ہوکر بھی بادشاہ کا ہم راز ہے۔ اس کی ایک توجیہ یہ ہے کہ صوم، عبادتِ بے ریا ہے یہ صرف صائم اور اس کا رب جانتا ہے اور دوسری یہ ہے کہ روزہ کی برکت سے اس پر اسرارِ الٰہیہ کھل

جاتے ہیں۔ وہ حقیقتِ مستور کی معرفت پالیتا ہے۔ وہ خلوت کدہ خاص میں باریاب ہو جاتا ہے اور یہی وہ معراج ہے جسے روح کی معراج کہا جاتا ہے۔

جس نے دل ونگاہ کا روزہ نہ رکھا، اس نے صرف فاقہ کشی کی جس نے تراویح سے منہ موڑا، اسے دریائے رحمت سے کچھ نہ ملا۔ جس نے تلاوت وسماعت سے حصہ نہ پایا، وہ حلاوتِ روزہ سے محروم رہا۔ جس نے روزہ رکھ کر فلم اور ٹی۔وی کے عریاں پروگرام دیکھے، وہ صرف بھوک پیاس کی ذلت برداشت کرتا رہا۔ زبان کو غیبت، چغلی، تہمت طرازی اور بدگوئی سے بچانا فرضِ عین ہے۔ حدیث قدسی ہے: ''روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔'' ہم اس اجر کی وسعتوں اور عظمتوں کو کیا اور کیسے جان سکتے ہیں جوارض وسما کا مالک، صائم کو دے گا۔ ہم اس اجر میں دوزخ سے رہائی کا پروانہ یقیناً شامل سمجھتے ہیں۔

صدقۃ الفطر رمضان شریف کا سب سے بڑا صدقہ ہے۔ اس کی ادائیگی عید الفطر سے پہلے کر دیں تاکہ غربائے اہل اسلام بھی عید کی خوشیوں کا سامان کر سکیں۔ لہک لہک کر اور لپک لپک کر مانگنے والے پیشہ ور گداگر ہیں۔ ان کو صدقۃ الفطر یا کوئی اور صدقہ دینا، گداگری کی حوصلہ افزائی کرنے کے مترادف ہے۔ سفید پوش حاجت مند، روئے سوال نہیں رکھتے۔ صدائے گدائی بلند نہیں کر سکتے۔ ان کو پہچاننا ﴿**تعرفهم بسيماهم**﴾ کے تحت ہم پر فرض ہے۔ ان کو پہچان کر چپکے سے ان کے دروازے پر دستک دیں اور ان تک حقِ سائل ومحروم پہنچا آئیں۔ یہ قرآنی احکام ہیں۔ ہمارے آقا ومولا نا سیّدنا محمد ﷺ رمضان شریف کے دوران ہوائے تیز کی طرح سخاوت فرماتے تھے۔ رمضان المبارک اور سخاوت کے درمیان چولی دامن کا رشتہ ہے۔ جس روزہ میں سخاوت نہیں، وہ شجرِ مردہ ہے۔ ہاں، صدقہ، خرمائے نصف کا بھی ہوسکتا ہے۔ روزہ، ہوائے نفس پر قدغن ہے اور جس نے ہوائے نفس پر قدغن لگائی اس کیلئے ''هی الماوی'' کی بشارت ہے۔ یہ روزہ کا فلسفہ ہے۔ خواہش نفس کی طغیانی پر قابو پانا ہی اصلی روزہ ہے۔ ہوائے نفس کی پیروی شرک ہے۔ قرآن اسے ''اله'' کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی پیروی کا تقاضا کرتا ہے۔ بندے پر اپنی حکمرانی کا مطالبہ کرتا ہے اور یہی روحِ اسلام ہے۔ اگر بندہ اپنے رب کی غلامی و فرمانبرداری کی بجائے اپنی خواہش کی حکم برداری کرتا ہے تو یہ شرک ہے۔ روزہ، روزہ دار میں اپنے رب کی پوری پوری فرمانبرداری کرنے کی صلاحیت پیدا کرنے میں مدد ومعاون ہے۔ یہ من مانی کرنے سے روکتا ہے۔

صبحِ صادق سے مغرب تک، اپنی تمام خواہشات ترک کرنا، اور اپنے رب تعالیٰ کے حکم پر تمام جسمانی لذات از قبیل مأکولات، مشروبات اور شہوات سے مجتنب ہو رہنا، کوئی ایسی ناقابل عمل پابندی نہیں ہے۔ اسی

پابندی کا نام رمضان کا احترام ہے۔ روزہ نہ رکھنا اور چھپ چھپ کر کھانا، احترام نہیں، بلکہ بغاوت ہے۔ سینہ زوری ہے۔ احترام کا صرف ایک ہی مفہوم ہے۔ یعنی روزہ رکھنا! اور تلاوتِ قرآن ونمازِ تراویح روزہ کا زیور ہے۔ ترکِ تراویح عمر رضی اللہ عنہ سے تعصب کے سبب نہایت ہی غیر شرعی حرکت ہے۔ تراویح سنتِ نبوی ﷺ ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے تو اسے صرف منضبط کیا تھا۔ یہ سنت نبوی ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں زندہ تھی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے احیائے سنت نہیں بلکہ انضباطِ سنت کیا تھا۔ ہم اپنی معروضات، اس دعا پر ختم کرتے ہیں کہ اللہ رحمٰن ورحیم اپنے مسلمان بندوں کو رمضان کی برکات سے حصہ وافر عطا فرمائے اور ان کے ہاتھ میں دوزخ سے رہائی کا پروانہ دے کر انہیں فوزِ عظیم کے تخت پر متمکن فرمائے۔ آمین

متاعِ جان وعصمت کا خون بہا

عصمت دری کے بعد لڑکیوں کا قتل ایک دستور بن کے رہ گیا ہے یہ ساری خونی کاروائی، حکم پردہ کی خلاف ورزی اور مرد وزن کی مخلوط تعلیم، مخلوط سیاسی وسماجی اختلاط کی آزادی اور آزادیٔ نسواں وحقوقِ نسواں کی علمبردار تنظیموں کی بے راہروی کا نتیجہ ہے۔ یہ مغرب زدہ طبقہ زنانِ اسلام کو آزادی وحقوقِ نسواں کی پٹی پڑھا کر گھروں سے نکالتا، انہیں کلبوں میں لاتا اور انہیں اپنی ہوس رانیوں کا شکار بناتا، ان سے گینگ ریپ کرتا، پھر پکڑے جانے کے خوف سے انہیں قتل کرتا اور لاش کو دریا برد کرتا ہے۔ ہمیں ان والدین سے ہمدردی ہے کہ جن کی بیٹیاں اس جنسی درندگی کا شکار ہوتی ہیں لیکن ساتھ ہی ان پر افسوس بھی ہے کہ ان میں سے بعض اپنی بیٹیوں کی بربادیوں میں خود بھی ذمہ دار ہیں۔ کیوں نہ انہوں نے دخترانِ اسلام کو اسلام کے ڈسپلن میں رکھا اور تعلیم وآزادی کے نام پر کیوں وہ آزادی دے ڈالی جس کے نتیجے میں ان کی بیٹیاں گوہرِ عصمت گنوا کر قتل ہوئیں۔ پولیس ہمیشہ پاورفل لوگوں کے ساتھ ہوتی ہے۔ یہ بدنصیب والدین دادرسی کیلئے دہائی دیتے ہیں اور ملزم ان کی آنکھوں کے سامنے دندناتے ہیں۔ وہ اپنی بے بسی پر روتے ہیں۔ کبھی کوئی عدالت ازخود نوٹس لیتی اور کبھی میاں شہباز شریف تشریف لاتے اور عصمت وجان کی متاعِ بے بہا کا پانچ لاکھ روپیہ خوں بہا ادا کر جاتے ہیں۔ مگر ابھی ایک شرمناک قصہ کی صدائے بازگشت ختم نہیں ہوتی کہ ایک نئی داستانِ حیا سوز شروع ہو جاتی ہے۔ جو پھر پانچ لاکھ روپے پر ختم ہو جاتی ہے۔ ہم ان والدین سے، جن کی بیٹیاں، عصمت کے لٹیروں کے ہاتھوں اول دولت عصمت سے محروم ہوئیں اور پھر قتل ہوئیں، عرض کرنا چاہیں گے کہ ان کے درد کا درمان کتاب وسنت میں ہے۔ وہ اپنی